(۴) تقریری مقابلہ

'تحریکِ پاکستان میں اہلِ حدیث کا کردار'

اس مذاکرہ کا انعقاد ۸/۱ اگست ۲۰۰۴ء بروز بدھ کو ہوا۔مقابلہ میں کل ۱۳ طلبہ نے حصہ لیا۔ وکیل الجامعہ حافظ عبدالسلام فتح پوری، مدیر کلیہ الشریعہ مولانا محمد رمضان سلفی اور مولانا شفیق مدنی (سابق ناظم جامعہ) نے منصفی کے فرائض انجام دیے۔ رئیس کلیۃ القرآن الکریم قاری محمدابراہیم میر محمدی اس بزم کے مہمانِ خصوصی تھے اور مرزا عمران حیدر سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

* قاری محمد اکمل کی تلاوت سے اس بزم کا آغاز ہوا، اس کے بعد باقاعدہ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہاں ہم صرف نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے مقررین کے خیالات ذکر کرنے پر اکتفا کریں گے، باقی تقاریر کے لئے سی ڈی حاصل کریں۔

* پہلا انعام حاصل کرنیوالے جناب محمد ابراہیم نے اپنی تقریر کا آغاز ان اشعار سے کیا:

کون کہتا ہے میرے اسلاف کا خونِ جگر اس وطن کی خاک میں مل کرہواہے بےنشان

کون کہتاہے میری محفل کی رونق کالہو ان رقیبوں کی سازشوں نے کردیاہے رائیگاں

انہوں نے مختلف واقعات سے واضح کیا کہ ہندوستان میں غلبہ دین کی ہر کوشش خصوصاً تحریکِ پاکستان میں اہل حدیث نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔اہل حدیثوں نے صحراؤں کو گلشن بننے کا عزم دیا، دریاؤں کورخ بدلنے پر مجبور کیا، مسلمانوں کی ذہانت عروج پر تھی تو کردار اہل حدیث کا تھا، برصغیر میں مسلمانوں کی ثقافت ثمر بار ہوئی تو کردار اہل حدیث کا تھا، مسلمانوں کی سوئی ہوئی قسمت جاگی تو کردار اہل حدیث کا تھا، اقبال کی شاعری انقلاب میں ڈھلی تو کردار اہل حدیث کا تھااور پھر مملکت خداداد وجود میں آئی تو کردار اہل حدیث کا تھا۔

اس کے بعد انہوں نے کالے پانی اور مالٹا کی اسیر اہل حدیث کی ان تاریخ ساز ہستیوں کی آزمائشوں کا بڑے دردناک انداز سے تذکرہ کیا۔درحقیقت یہی خون سے رنگی ہوئی بنیادیں تھی جوبعد میں تحریکِ پاکستان کاباعث ہوئیں۔ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے کہا تھا کہ اگر ہمیں کسی جماعت سے خطرہ ہے تو وہ تحریکِ اہل حدیث اوروہابیوں کی جماعت ہے۔ قائداعظم نے راغب احسن کوپاکستان کازندہ ضمیر قرار دیا تھا، عثمانیؒ نے کہاتھا کہ اہل حدیث کی خدمات سے

www.KitaboSunnat.com

ملت ِاسلامیہ کی گردنیں ہمیشہ جھکی رہیں گی۔ اس کے بعد انہوں نے تحریک ِپاکستان میں راشدی خاندان، غزنوی خاندان، لکھوی خاندان اور روپڑی خاندان کی خدمات کا تذکرہ کیا۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان کی تاریخ، تحریک ِاہل حدیث کے تذکرہ کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔ ۱۸۵۷ء سے لے کر قیامِ پاکستان تک اُنہوں نے ان قربانیوں کا تذکرہ کیا جو اہل حدیث نے غلبہ دین اور قیامِ پاکستان کے لئے دی تھیں۔

ان کی تقریر میں لفاظی کا زور تھا، خطابت کا طنطنہ اور سلاست وروانی بخوبی موجود تھی۔

❋ دوسرا انعام حاصل کرنے والے جناب شفیق الرحمن صاحب نے تحریک ِپاکستان و آزادیٔ ہند میں کبار اہل حدیث شخصیات کی خدمات کا یکے بعد دیگرے اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا جن میں سر فہرست شاہ اسماعیل شہید، مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا محمد علی قصوری، مولانا ولایت علی ، مولانا عنایت علی، مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی، مولانا عبد القادر روپڑی، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا عبد الحلیم شرر، مولانا غلام رسول مہر، مولانا داود غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا اسمٰعیل سلفی ودیگر علماے اہل حدیث جنہوں نے علمی حلقوں، سیاست کے ایوانوں ، تقاریر ومناظرے کی فضاؤں اور تحریک ِپاکستان اور آزادیٔ ہند کی کڑی منازل طے کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا۔

❋ تیسرا انعام حاصل کرنے والے محمد آصف جاوید صاحب کی تقریر مواد اور اندازِ خطابت دونوں کے اعتبار سے پراثر تھی۔ انہوں نے اکثر مقررین کے برعکس تحریک ِشہیدین کو تحریک پاکستان کی خشت ِاوّل قرار دیتے ہوئے اس کی خدمات کا بڑے انوکھے انداز سے تذکرہ کیا اور تاریخ کے دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ شہیدین نے اپنے مفتوحہ علاقوں میں جو نظامِ قائم کیا وہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا صحیح مصداق تھا۔ انہوں نے اس اعتراض کہ ''اہل حدیث کانگرس میں شامل تھے جہاں قرآن و سنت کے نفاذ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔'' کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ قائداعظمؒ سمیت متعدد مسلم لیگی لیڈر بھی پہلے کانگرس میں شامل تھے اور بوجوہ مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔ ایسے ہی اہل حدیث علمانے بعد میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور اس سلسلہ میں حافظ عبد القادر روپڑی کی مثال دی جاسکتی ہے جو روپڑ کی مسلم لیگ کے صدر تھے۔

انہوں نے دلائل سے یہ ثابت کیا کہ تحریک ِپاکستان جس کے پیچھے علمی، جہادی اور سیاسی

www.KitaboSunnat.com

کئی اہم عوامل کارفرما تھے، ان سب میں اہل حدیث نے نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ سب سے پہلے فتویٰ جہاد پر دستخط کرنے والے سید نذیر حسین محدث دہلوی تھے۔ اور علم جہاد بلند کرنے والے سرخیل اہل حدیث نواب صدیق حسن خان کے نانا تھے جبکہ سب سے پہلے الگ وطن کا تصور پیش کرنے والے مولانا عبدالحلیم شرر تھے۔ قرار دادِ مقاصد کا متن تیار کرنے والے رہنما معروف اہل حدیث عالم مولانا غلام رسول مہر تھے، قرار دادِ مقاصد کو پڑھ کر سنانے والے مولوی فضل حق تھے اور اس کے حق میں تائیدی کلمات کہنے والے مولانا ظفر علی خان تھے۔

قائد اعظمؒ نے جس شخصیت کو پاکستان کا زندہ ضمیر قرار دیا تھا وہ مولانا راغب احسن تھے۔ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ غیر مسلم لیگی اہلحدیثوں کے جلسوں میں شرکت نہیں کرتے۔ یہ سب لوگ اہل حدیث تھے اور ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے حق میں بل پاس کرنے والی واحد جماعت بھی اہل حدیث تھی۔

❊ان کے علاوہ تقریباً ۱۰ مقررین نے مختلف انداز سے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا، جس میں جذبات کا سیل بلا تو تھا لیکن تحریکِ پاکستان میں اہل حدیث کا کردار، اس کی نوعیت اور دلائل سے اس کا صحیح حصہ متعین کرنے پر زیادہ دلائل نہیں تھے بلکہ اکثر نے دعووں پر زیادہ زور رکھا اور یہی الفاظ دہرائے کہ ہمارے اسلاف نے اپنی جانیں قربان کر دیں، جان کی بازی لگا دی اور ایسے لگ رہا تھا جیسے تحریکِ اہلحدیث میں خون کے چھینٹوں کے سوا کچھ موجود نہیں ہے۔ بہرحال مجموعی اعتبار سے طلبہ کی کاوش قابل تحسین تھی، لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ طلبا اپنی تقاریر میں جوشِ خطابت کے ساتھ واقعات، اعداد وشمار اور ٹھوس دلائل پیش کریں۔

خطاب رئیس الجامعہ

❊آخر میں رئیس الجامعہ حافظ عبدالرحمن مدنی حفظہ اللہ کو دعوتِ خطاب دی گئی۔ انہوں نے مقررین کے اندازِ خطابت میں جذبات کی فراوانی کو ایک درس گاہ کے تقاضوں کے منافی قرار دیا اور کہا کہ یہ اندازِ خطابت تو سیاست کا تقاضا ہے جو سیاسی یا عوامی جلسوں میں ہی چلتا ہے، لیکن افسوس کہ آج کٹ مرو، جان کی بازی لگا دو، بھڑ جاؤ کی پالیسی کو جہادِ اسلامی سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور لڑنے بھڑنے کو ہی ہم نے اصل جہاد قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ اسلام لڑنے مرنے کو کوئی اچھا فعل قرار نہیں دیتا کہ انسان کی ہیبت ناک وضع قطع ہو، ہاتھ میں تلوار

www.KitaboSunnat.com

ہو اور گھوڑے پر سوار ہو، اسلام کا تصورِ جہاد صرف یہی نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «لا تتمنوا لقاء العدو، فاسئلوا اللہ العافیة» کہ ''اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور دشمن سے بھڑنے کی خواہش نہ کرو۔'' لیکن اگر مڈبھیڑ ہو جائے تو پھر چوڑیاں پہن کر بیٹھ جانا بھی اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ حدیث ہے کہ فإذا لقیتموهم فاصبروا واسئلوا التثبیت کہ جب فتنہ کی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ لڑائی کے بغیر کوئی چارہ نہ رہے تو پھر اسلام مقابلہ میں ڈٹ جانے اور ثابت قدمی دکھانے کی تعلیم دیتا ہے۔

رئیس الجامعہ نے اسلام کا صحیح تصورِ جہاد واضح کرتے ہوئے جہادِ اسلامی پر انسائیکلوپیڈیا کے دعوے کے ساتھ لکھی گئی ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس میں جہاد اسلامی کا جو تصور پیش کیا گیا ہے وہ اسلامی تعلیمات کی درست ترجمانی نہیں ہے۔ مصنف نے محض لڑنے بھڑنے کو ہی جہادِ اسلامی کا نام دے دیا ہے، انہوں نے اس کتاب میں نقل کردہ ایک حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد اس وقت سے ہے جب سے مجھے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر جہاد محض لڑنے بھڑنے اور قتال کا نام ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ۱۳ سال تک لڑائی کیوں نہیں کی؟ کیا آپ تیرہ سال اس حکم کی مخالفت کرتے رہے۔ مولانا مدنی نے واضح کیا کہ مکہ میں جتنی بھی جہاد کی آیات نازل ہوئیں، ان سے مراد لڑنا نہیں ہے۔

اس کے بعد انہوں نے تحریکِ پاکستان میں روپڑی خاندان کے کردار، ان کی فکر اور نکتہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ پہلے پہل میرے والد مولانا محمد حسین روپڑیؒ (شیخ الحدیث مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام، لاہور) تحریکِ مسلم لیگ کو جمہوری سیاست قرار دیتے ہوئے اس کی حمایت کو جمہوری سیاستدانوں کے ہاتھوں کھلونا بننے کے مترادف سمجھتے تھے اور ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ قتال کو جہاد کا تقاضا سمجھتے تھے لیکن بعد میں ان کو یہ سوچ تبدیل کرنا پڑی۔ البتہ ان کے بڑے بھائی حافظ عبداللہ محدث روپڑی کی رائے یہ تھی کہ محض قتال کا نام ہی جہاد نہیں ہے بلکہ جہاد یہ ہے کہ دین کو غالب کس طرح کیا جائے؟ لہٰذا انہوں نے وقت کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس وقت مسلم لیگ کی حمایت کو اسلام کے حق میں صحیح قرار دیا۔

محدث روپڑی مسلم لیگ کے حامی تھے، لیکن خود سیاسی طور پر سرگرم نہیں تھے۔ البتہ ان

www.KitaboSunnat.com

کے بھتیجے حافظ عبدالقادر روپڑی نے مسلم لیگ کی حمایت میں بڑا فعال کردار ادا کیا تھا، وہ روپڑ میں مسلم لیگ کے صدر تھے۔ عبد اللہ محدث روپڑیؒ کی فکری رائے یہ تھی کہ کفر و اسلام کی کشمکش میں غلبہ اسلام کی جو بھی راہیں نکلتی ہیں، ان کو اختیار کرلینا چاہیے۔

انہوں نے عسکری تنظیموں پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ان کے سامنے جہاد کا صحیح تصور واضح نہیں ہے اور وہ جہاد کرنے کی بجائے ایجنسیوں اور گندی سیاست کے آلہ کار کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام میں جہاد تو خود مقصود ہے، لیکن قتال حسن لغیرہ ہے، جیسے انسان کا خراب ہاتھ یا ٹانگ کاٹنا، قصاص لینا اور حدود قائم کرنا اصل مقصد نہیں ہے، بلکہ ایک مجبوری ہے کہ کہیں یہ بدبودار ہاتھ یا پاؤں پورے جسم اور یہ خراب فرد پورے معاشرے کو بدبودار نہ کردے۔ ایسے ہی اُستاد اپنے شاگرد اور والد اپنے بیٹے کو سزا دے کر کبھی خوش نہیں ہوتا، اسلام میں قتال کی مثال ایسی ہی ہے۔ لہٰذا قتال کا اصل مقصد بھی غلبہ دین کے سامنے حائل رکاوٹوں کو دور کرنا ہے۔ اُنہوں نے طلبا کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت اسلامی معاشرہ جہاد کے حوالہ سے افراط و تفریط کا شکار ہے۔ آپ لوگوں نے ہی حصولِ دین کے بعد معاشرہ کو راہ اعتدال پر گامزن کرنا ہے۔ اہل حدیث قربانی دیتا ہے، قربانی کا بکرا نہیں بنتا، جذبات کی رو سے نکل کر ہوش اور غور و فکر کی ضرورت ہے :{وَإذَا ذُكِّرُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا} برصغیر میں ہمارے اسلاف: غزنوی خاندان، روپڑی خاندان اور لکھوی خاندان کے زعما کی یہی فکر تھی۔

انہوں نے طلبا کو وصیت کی کہ وہ جذباتی تقاریر کے ساتھ ساتھ فکری تقاریر بھی تیار کریں اور فکری موضوعات پر اندازِ تقریر بھی فکری اور دلائل سے پُر ہونا چاہیے۔

❊ اس کے بعد مرزا عمران حیدر صاحب نے مقابلہ کے نتائج کا اعلان کیا:

اوّل: محمد ابراہیم	رابعہ کلیہ، ق	89.00%	بمع کتب نقد 1000 روپے
دوم: شفیق الرحمن	ثانیہ کلیہ، ق	87.00 %	بمع کتب نقد 750 روپے
سوم: آصف جاوید	ثالثہ ثانوی، ش	86.00%	بمع کتب نقد 500 روپے

باقی ۱۰/انعامات (کتب بمعہ نقد انعام) کی ترتیب یہ رہی: نعیم الرحمن، نجم الثاقب، قاری کلیم اللہ، احمد طور، محمد احمد بھٹی، عاشق حسین، سمیع اللہ، ساجد الرحمن، بلال مشتاق، نصیر الرحمن

www.KitaboSunnat.com